عہدِ خلافتِ عثمانیہ میں فقہ اسلامی کا ارتقاء: ایک تجزیاتی مطالعہ

An Analysis of the Evolution of Islamic Jurisprudence in the Ottoman Caliphate

ریاست علی*

ڈاکٹر شگفتہ نوید**

ثاقب علی***

Abstract

This research paper is consisted of a qualitative analysis of the evolution of Islamic jurisprudence in the Ottoman Caliphate. Islamic jurisprudence is the name given to the collection of laws derived from the Qur'an and Sunnah, the basic sources of Islam. It offers a better solution to the problems caused by changes in the sphere of life. The Holy Prophet (PBUH) called for ijtihad through interpretations. The Companions rendered basic services in this regard. Jurists played an active role in the compilation and formation of Islamic jurisprudence in different Muslim periods. The Ottoman Caliphate is of great importance in the evolution of Islamic jurisprudence. They provided financial, administrative and legal patronage to the jurists. In this scholarly environment, the jurists played a vital role in the compilation and promotion of Islamic jurisprudence with keen interest. In this regard, in addition to new texts, commentaries and footnotes of basic books of jurisprudence were written. There is a need to bring to light the

* پی ایچ ڈی سکالر اسلامیات، یونی ورسٹی آف گجرات، گجرات

** شعبہ اسلامیات، گفٹ یونی ورسٹی گوجرانوالہ

*** ایم فل سکالر شعبہ اسلامیات، گفٹ یونی ورسٹی گوجرانوالہ

Islamic jurisprudence that was being written during this period so that the way to further use it could be paved. The following research article has been compiled to fulfill this present day need of the intellectual world.

Keywords: Islam, Islamic Jurisprudence, Ottoman Caliphate, Prophet, Qur'an

1۔ موضوع تحقیق کا تعارف، اہمیت اور پس منظر

علمِ فقہ اسلام کے بُنیادی مصادر وماخذوں قرآن وسنت سے مستنبط اور حاصل شُدہ ایسے قوانین کے ذخیرے کا نام ہے جو انسانوں کی تہذیبی، ثقافتی، سماجی، معاشی اور سیاسی زندگی کے لیے نہ صرف یہ کہ اوّلین معیار اور بُنیادی اقدار فراہم کرتا ہے بلکہ اس میں آنے والی تبدیلیوں کا بہتر طور پر حل پیش کرتا ہے۔ یہ علم اُس وقت معرّضِ وُجود میں آیا جب نزولِ وحی کا آغاز ہُوا۔ پیغمبرِ اسلام ﷺ کے شریعت ساز دور میں انسانی ضروریات کی وُسعت وافزودگی کے دوش بدوش اس میں بالیدگی وتطوّری اور ارتقاء ہوتا رہا۔ اس اساسی دور میں فقہِ اسلامی کا لفظ رائج تھا نہ مخصوص اصطلاح میں مفہوم کا رواج۔ بلکہ اس کا بُنیادی اصول وضوابط کے ساتھ عمومی استعمال ہوتا تھا۔ اس فن کو وُسعت دینے کے لیے نبیٔ رحمت ﷺ نے استنباطِ احکام کے لیے تفکر وتعقُّل[1] اور تعبیرات کے ذریعہ اجتہاد پر اُبھارا۔[2] اس ضمن میں عہدِ صحابہ اکرامؓ فقہِ اسلامی کے عُمدہ وزریں سلسلہ کی اوّلین کڑی ہے جس میں اُصولی قواعد تشکیل وترکیب پائے۔ دوسری صدی ہجری میں فقہاء اربعہ (امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام حنبلؒ) نے قرآن وسنت سے احکامِ شرعیہ مستنبط کرنے کے لئے اپنی اَنتھک اور بے مثل کاوشوں سے ایسے عُمدہ قواعد وضوابط کی بُنیاد ڈالی جسے ہر زمانے میں پذیرائی وقبولیت حاصل رہی، ان کی مسلسل جدِ وجُہد کے طفیل فقہِ اسلامی اپنی ترقی یافتہ منزل کو پہنچا۔ اس کی ایک پوری تاریخ ہے۔ اس طرح فقہ اسلامی کا ارتقائی سفر کتابی شکل میں آگے بڑھا۔[3] عہدِ بنو عباس (132ھ-256ھ) میں علماء نے اس فن کو ترقی دی جس سے علمی

---

[1] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الایمان والنذور، باب من مات وعلیہ نذر (بیروت: دارالکتب العلمیہ، 2000ء)، 297:2، حدیث: 6699

[2] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الاعتصام، باب اجر الحاکم اذا اجتھد (بیروت: دارالکتب العلمیہ، 2000ء)، 108:9، حدیث: 7352

[3] شافعی، محمد بن ادریس، کتاب الرسالہ، مترجم: مولانا مفتی امجد العلی (کراچی: محمد سعید اینڈ سنز، قرآن محل، مقابل مولوی مسافر خانہ، 1968ء)، 1:15-90

حلقوں میں اسے مقبولیت نصیب ہوئی۔[4] دورِ تقلید میں فقہاء کرام نے اپنے آپ کو اسلامی قانون کی تفہیم و تعبیر کے لیے چاروں اماموں کی آراء اور تصانیف کا اسیر بنالیا۔ چنانچہ فقہی تعامل کی ساری کوششیں بنیادی کُتبِ فقہ کے شروح و حواشی اور تعلیقات کی تیاری میں صرف ہو کر رہ گئیں۔ اس دورِ جمود میں سلطان عثمان نے خلافتِ عثمانیہ (1923-1299ء) کی بُنیاد رکھی جس نے اسلامی تہذیب و ثقافت کے ارتقاء میں غیر معمولی کردار ادا کیا۔

علمِ فقہ کے ارتقائی سفر اور مراحل میں عہدِ خلافتِ عثمانیہ نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ اس دور میں فقہ اسلامی کو وقعت و عظمت حاصل رہی، اس مخصوص عہد کے علماء نے اس فن کو اپنی دلچسپیوں کا مرکزی عنوان بنایا کیونکہ اس فن میں مہارت کے ذریعہ سیاسی و حکومتی عہدے تفویض کیے جانے کی امید ہوتی تھی۔ سلاطین نے ایسے علماء کی مالی مدد کی جنہوں نے علوم فقہ کی تدوین و ترویج کو زندگی کا مشن بنالیا تھا۔[5] علماء نے شروح و حواشی کے عنوانات کے تحت سینکڑوں کتابیں تیار کیں جو بالعموم فقہاء احناف کی کتابوں پر اضافے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس عہد کی فقہی کاوشوں کا ایک خاص پس منظر ترکوں کا حنفی نژاد ہونا ہے۔ اُنہوں نے حنفی فقہ کو سرکاری طور پر منظوری عطا کی۔ اس دور کے فقہی ذخیرے میں فتاوی ادب کو خصوصی مقام حاصل ہے، "مجلہ احکام العدلیہ" کی بہترین مثال ہے۔ نئے متون پر مشتمل متعدد بنیادی کتابیں بھی تصنیف کی گئیں۔ اُن میں "غررالاحکام"، "مرقاۃُالوُصول الی علم الاُصول فی اُصولِ الفقہ"، "الدررالنفائس فی شان الکنائس"، "العقد المنظوم فی الخصوص والعموم"، "الاحکام فی تمییز الفتاویٰ عن الاحکام و تصرفات القاضی والامام"، "کشاف القناع عن الاقناع"، "الروض المربع شرح زاد المستقنع"، "الوجیز فی الاصول"، "تنویر الابصار وجامع البحار"، "الوصول الی قواعد الاصول"، "الاشباہ والنظائر"، "نور الإیضاح ونجاۃ الأرواح"، "رسالہ خلاص الامۃ فی معرفۃ الائمۃ"، "شرح فتح القدیر علی الھدای"، "الدر المختار شرح تنویر الأبصار وجامع البحار"، "درر الحکام شرح غررالاحکام"، "مرآۃ الاصول" اور "ردّالمختار علی در المختار شرح تنویر الابصار" قابلِ ستائش ہیں۔ ان کتابوں نے عبادات، سماجیات، اقتصادیات، اخلاقیات، عائلی مسائل، فوجداری و تعزیری قوانین، بین الاقوامی معاملات، عدالتی نظام، فقہی مسالک، اُن کے امتیازات اور عصری مسائل کا بھرپور احاطہ کیا۔ عہدِ خلافتِ عثمانیہ میں علمِ فقہ کے اس غیر معمولی ارتقاء کے پس منظر میں ضرورت اس امر کی ہے کہ اس علمی دور کی فقہِ اسلامی سے متعلق مدونہ کُتب اور اُن کے مؤلفین کا تعارف کرایا جائے تاکہ موجودہ دور میں تحقیق و جستجو کی نئی راہیں ہموار ہو سکیں۔ اس علمی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے موضوع تحقیق بعنوان "عہدِ خلافتِ عثمانیہ میں فقہ اسلامی کا ارتقاء" کا انتخاب کیا گیا ہے۔

2۔ عہدِ خلافتِ عثمانیہ میں فقہ اسلامی کا ارتقاء

---

[4] ندوی، عبدالسلام، تاریخ فقہ اسلامی (اعظم گڑھ: دار المصنّفین، 1973ء)، 45

[5] مولانا شبلی نعمانی، مسلمانوں کی گزشتہ تعلیم (اعظم گڑھ: دار المصنّفین، 2009ء)، 62

اسلامی تہذیب و ثقافت کے ارتقاء کے اس پس منظر میں عہدِ خلافتِ عثمانیہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے کہ اس دور میں قرآن، حدیث، سیرت، تاریخ، تصوف، کلام، فلسفہ، جغرافیہ، فلکیات، ریاضیات، طب ایسے علومِ اسلامیہ سمیت فقہ اسلامی کی ترقی میں غیر معمولی اضافہ ہُوا۔اس عہد میں فقہِ اسلامی سے متعلق مدونہ کتب میں ملاخسرو کی "غررالاحکام"،"مرقاۃُالوُصول الی علم الاُصول فی اُصولِ الفقہ"[6] ،احمد بن ادریس قرافی کی"الدررالنفائس فی شان الکنائس"[7]،" الاستغناء فی احکام الاستثناء"[8]،"الاجوبۃ الفاخرۃ عن الاسئۃ الفاجرۃ"[9]" الذخیرۃ"[10]،" شرح تنقیح الفصول فی اختصار المحصول فی الاصول "[11]،" العقد المنظوم فی الخصوص و العموم "[12]،" نفائس الاصول فی شرح المحصول" [13] اور" الاحکام فی تمییزالفتاویٰ عن الاحکام وتصرفات القاضی والامام "[14]،ابن بلبان کی""کافی المبتدی من الطلاب"[15]، شیخ بہوتی کی "کشاف القناع عن الاقناع"[16]،"الروض المربع شرح زاد المستقنع"[17]،"دقائق اولی النھی لشرح المنتھی"[18]"اِرشاد اُولی

[6] ملاخسرو، محمد فرامرز بن علی، مرقاۃُالوُصول الی علم الاُصول فی اُصولِ الفقہ (بیروت: دارالکتب العلمیہ،1971ء)،20-200

[7] احمد بن ادریس قرافی ، الدررالنفائس فی شان الکنائس، تحقیق: حسن حافظی علوی(بیروت:دار ابی قراق للطباعۃ والنشر،2003ء)،12-97

[8] اِحمد بن ادریس قرافی، الاستغناء فی احکام الاستثناء، تحقیق: طہ محسن (بغداد: الجمھوریۃ العراقیہ، وزارۃ الاوقاف والشؤون الدینیۃ ،1982ء)،10-80

[9] اِحمد بن ادریس قرافی، الاجوبۃ الفاخرۃ عن الاسئۃ الفاجرۃ" تحقیق: بکر زکی عوض (قاہرہ: کلیۃ اِصول الدین،1986ء)

[10] اِحمد بن ادریس قرافی، الذخیرۃ، تحقیق: محمد حجی (مصر: دار الغرب الاِسلامی،1994ء)

[11] اِحمد بن ادریس قرافی، شرح تنقیح الفصول فی اختصار المحصول فی الاصول، تحقیق: طہ عبدالرؤوف سعد (قاہرہ: مکتبۃ الکلیات الاأزہریۃ،1973ء)

[12] اِحمد بن ادریس قرافی، العقد المنظوم فی الخصوص و العموم ، تحقیق: محمد علوی (قاہرہ: المملکۃ المغربیۃ، وزارۃ الأوقاف والشؤون الاِسلامیۃ،1997)

[13] اِحمد بن ادریس قرافی، نفائس الاصول فی شرح المحصول، تحقیق: عادل اِحمد عبدالموجود (مکہ: مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز،1997ء)

[14] احمد بن ادریس قرافی، الاحکام فی تمییز الفتاویٰ عن الاحکام و تصرفات القاضی والامام، مترجم: ڈاکٹر حافظ غلام یوسف(اسلام آباد: شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی،2004ء)

[15] محمد بن بدر الدین بن عبدالقادر بن محمد بن بلبان، کافی المبتدی من الطلاب، تحقیق: ناصر بن سعود (الریاض: مکتبۃ الرشد للنشر و التوزیع،2004ء)

[16] منصور بن یونس البہوتی, کشاف القناع عن متن الاِقناع (بیروت: دار الکتب العلمیۃ،2010ء)

النہی لد قائق المنتہی حاشیۃ علی منتہی الإرادات ت بن دھیش "[19]، یوسف بن حسین کرماستی کی "الوجیز فی الاصول "[20]، محمد بن خطیب اماسی(956ھ) کی " روض الاخبار المنتخب من ربیع الابرار "[21]، ابراہیم بن محمد حلبی(956ھ) کی " ملتقی الابحر "، محمد بن عبد اللہ تمر تاشی(998ھ) کی "تنویر الابصار وجامع البحار "[22]، " الوصول الی قواعد الاصول "[23]، زین العابدین بن ابراہیم بن نجیم مصری(953ھ) کی "البحر الرائق شرح کنز الد قائق "[24]، "فتح الغفار بشرح المنار بمشکاۃ الانوار فی اصول المنار "[25] اور " الاشباہ و النظائر "[26]، حسن بن عمار بن علی شر نبالی (1069ء) کی " نور الإیضاح ونجاۃ الأرواح "[27]، احمد بن عبد المعین لطفی پاشاکا "رسالہ خلاص الامۃ فی معرفۃ الائمۃ "[28]، ابن ہمام، محمد بن عبد الواحد سیواسی کی " شرح فتح القدیر علی الھدایۃ "[29]، محمد بن علی الحصکفی کی "الدر المختار شرح تنویر الأبصار وجامع البحار "[30] محمد فرامرز بن علی ملاخسرو کی " درر الحکام شرح غرر الاحکام "[31] اور " مر آۃ الاصول "[32] اور ابن عابدین، محمد امین بن عمر کی "ردّ المختار علی در المختار شرح تنویر

---

[17] منصور بن یونس البہوتی، الروض المربع شرح زاد المستقنع، تحقیق: عبد القدوس محمد نذیر(قاہرہ: دار المؤید - مؤسسۃ الرسالۃ، 2008ء)

[18] منصور بن یونس البہوتی، دقائق اولی النہی لشرح المنتہی (بیروت: عالم الکتب، 1993ء)

[19] منصور بن یونس البہوتی، إرشاد اولی النہی لد قائق المنتہی حاشیۃ علی منتہی الإرادات ت بن دہیش(بیروت: دار خضر للطباعۃ والنشر ،2009ء)

[20] کرماستی، یوسف بن حسین، الوجیز فی اصول الفقہ، تحقیق: احمد حجازی (الریاض: مکتب ثقافی، 1990ء)

[21] محمد بن خطیب اماسی، روض الاخبار المنتخب من ربیع الابرار (الریاض: مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع، 2004ء)

[22] شمس الدین محمد بن عبد اللہ تمر تاشی، تنویر الابصار وجامع البحار (الریاض: المکتبۃ النبویۃ، 2019ء)

[23] شمس الدین محمد بن عبد اللہ تمر تاشی، الوصول الی قواعد الاصول (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2000ء)

[24] ابن نجیم، زین الدین بن إبراہیم، البحر الرائق شرح کنز الد قائق، تحقیق: زکریا عمیرات (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1997ء)

[25] ابن نجیم، زین الدین بن إبراہیم، فتح الغفار بشرح المنار بمشکاۃ الانوار فی اصول المنار (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2001ء)

[26] ابن نجیم، زین العابدین بن ابراہیم، الاشاہ والنظائر، تحقیق: عبد الکریم فضیلی (بیروت: مکتبہ عصریہ صیدا، 2003ء)

[27] شر نبالی، حسن بن عمار بن علی، نور الایضاح، مترجم: محمد صدیق ہزاروی (لاہور: مکتبہ قادریہ، 1990ء)، 18

[28] لطفی پاشا، احمد بن عبد المعین، خلاص الامۃ فی معرفۃ الائمۃ، تحقیق: ڈاکٹر ماجد مخلوف (قاہرہ: الآفاق العربیہ، 2001ء)

[29] ابن ہمام، محمد بن عبدالواحد سیواسی، شرح فتح القدیر علی الھدایۃ، تحقیق: عبدالرزاق غالب المھدی (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2003ء)

[30] محمد بن علی الحصکفی، الدر المختار شرح تنویر الأبصار وجامع البحار، تحقیق: عبد المنعم خلیل إبراہیم (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2002ء)

[31] ملاخسرو، درر الحکام شرح غرر الاحکام (بیروت: مکتبہ احیاء الکتب العلمیہ، 2002ء)

الابصار"[33] اور "حاشیۃ شرح افاضۃ الانوار علی متن اصول المنار"[34] شامل ہیں۔ ان میں سے چند معروف فقہاء اور اُن کی کُتب کا تعارف ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

i۔ ابن ہمام(1388ء-1457ء)

ابن ہمام عہدِ خلافتِ عثمانیہ کے معروف فقہی ہیں جنہوں نے اسلامی فقہ کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔ آپؒ کا نام محمد[35]، لقب کمال الدین اور کُنیت ابن ہمام ہے۔ آپؒ کا اصل وطن ترکی کا مشہور شہر سیواس[36] تھا، اس سے نسبت کے باعث سیواسی بھی کہلائے، والد[37] کا لقب ہمام الدین ہونے کی وجہ سے ابن ہمام کے نام سے مشہور ہو گئے۔[38] اُن کو تمام عُلومِ اسلامیہ میں دسترس و مہارت حاصل تھی، فقہ حنفی میں اعلیٰ درجے کے امام تھے، اُن کو دینِ اسلام کے بُنیادی اُصول و قواعد اور جزئیات و کُلیات کا بھرپور فہم و ادراک حاصل تھا، یہی وجہ ہے کہ اُن کا شُمار اہلِ اجتہاد میں کیا جاتا ہے،[39] اس پس منظر میں اُن کی علمی وجاہت کو مولانا عبد الحی لکھنوی نے یوں بیان کیا ہے:

> " كان اماماً نظاراً فروعيااصولياً محدثاً مفسّراً حافظاً نحوياً متكلماً منطقياً۔ "[40]
>
> "آپ ایک پیشوا، عمیق نظر سے پرکھنے والے، اصول و فروع میں ماہر، تفسیر، حدیث، حفظ، منطق، نحو اور علمِ کلام کے میدان کے شہسوار تھے۔"

ابن ہمامؒ نے مختلف موضوعات پر بہت سی مُفید و معتبر کُتب تالیف کی ہیں لیکن اُن میں "فتح القدیر" کو نُمایاں مقام حاصل ہے۔ فتح القدیر امام مرغینانی کی کتاب "الھدیۃ"[41] کی شرح ہے۔ باوجود اس کے کہ ابن ہمام کا تعلق فقہ حنفی

---

[32] ملا خسرو، محمد فرامرز بن علی، مرآۃ الاصول (ایران: شرکت صحافیہ عثمانیہ، 1967ء)

[33] ابن عابدین، محمد امین بن عمر، ردّ المختار علی در المختار شرح تنویر الابصار، مترجمین: علامہ ملک بستان، علامہ سید محمد اقبال، علامہ محمد انور گھالوی (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2017ء)

[34] ابن عابدین،، محمد امین بن عمر، حاشیۃ شرح افاضۃ الانوار علی متن اصول المنار (مصر: مطبع مصطفیٰ بابی حلبی، 1970ء)

[35] زرکلی، خیر الدین، الاعلام، (بیروت: دار العلم للمائین، 1984ء)، 6:255

[36] سواس کو آج کل آسیا صغریٰ کہا جاتا ہے۔ (الحربی، احمد بن عوض اللہ، الماتریدیہ راسۃ و تقویما (الریاض: مکتبۃ الریاض، س،ن)، 124-125

[37] ابن ہمام کے والد کا نام عبد الواحد تھا، وہ سیواس میں قاضی کے رُتبے پر فائز رہے، بعد ازاں ہجرت کرکے قاہرہ چلے گئے۔

[38] سخاوی، شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن، الضوء اللامع لاھل قرن التاسع (قاہرہ: مکتبۃ القدسی، 1935ء)، 1:65

[39] ابن عابدین شامی، محمد امین بن عمر، رد المختار (بیروت: دار المعرفت، 2000ء)، 2:388

[40] لکھنوی، ابوالحسنات محمد عبد الحہ، الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ (قاہرہ: مطبعۃ السعادۃ، 1973ء)، 181

ایسے ایک خاص مکتبۂ فکر کے حاملین سے تھا لیکن وہ مذہبی رواداری، صبر، تحمّل، قبولیت اور برداشت ایسے اوصاف کے مالک تھے، اُن کی تصانیف بھی عدمِ تعصُّب سے مزیّن و آراستہ ہیں، اس کتاب کی بہت سے مؤرخین نے تعریف و توصیف بیان کی ہے۔ فتح القدیر کے محقق عبد الرزاق غالب المھدی کا بیان ملاحظہ ہو:

"وقد سلک فی اکثر تصانیفه لاسیما فی فتح القدیر مسلک الانصاف مجتنباالتعصُّب المذهبی و الاعتساف الا ماشاءالله"[42]

"آپؒ نے عام طور پر اپنی اکثر کُتب میں اور خاص طور پر فتح القدیر میں انصاف کا راستہ اختیار کیا اور مذہبی تعصُّب سے گریز کیا۔"

فتح القدیر میں دیگر فقہاء سے بہت سے حوالوں سے منفرد تحقیقی انداز اختیار کیا گیا ہے۔ اس میں سند و ربط کا اہتمام، الفاظ کے لغوی و اصطلاحی معانی اور اُن کے مابین مناسبت کا لحاظ، مُفردات کی توضیح، صرفی و نحوی تحقیق، اُسلوبِ استدلال، اصطلاحات کی تعریف، اہم مباحث کی تشریح، راجح و مرجوح اقوال کی نشاندہی، صاحبِ ھدایہ کے مسامحات کی گرفت اور احکام کی حکمتوں کا بیان ایسا تحقیقی انداز و اُسلوب اختیار کیا گیا ہے جس کی وجہ سے اِس کو علمی دُنیا میں ممتاز مقام و مرتبہ حاصل ہے۔[43]

ii۔ ملاخسر (1480ء)

ملاخسرو عہدِ سلطنتِ عثمانیہ کے ایسے عظیم فقیہہ تھے جن کو یہ اعزاز و شرف حاصل ہے کہ سلطان محمد فاتح اُن کو عصرِ حاضر کا ابو حنیفہ اور رئیس العلماء کہا کرتے تھا۔[44] اُن کا اصل نام محمد اور لقب ملاخسرو ہے، اُن کے والد فراموزز نے اپنی بیٹی کا نکاح عثمانی امراء میں سے خسرو نامی ایک شخص کے ساتھ کیا، ابھی ملاخسرو کا بچپن ہی تھا کہ والد وفات پا گئے، ملاخسرو کو اُن کے بہنوئی خسرو نے اپنی کفالت میں لے لیا[45]۔ اس وجہ سے آپ کو شروع سے "خسرو قاینی" یعنی خسرو کا سالہ کے لقب سے پُکارا جاتا تھا، وقت گزرنے کے ساتھ علمی و ادبی حلقوں میں خسرو نام سے ہی مشہور ہو گئے۔[46] اُنہوں نے

---

[41] ہدایہ علمی حلقوں میں بڑی معروف کتاب ہے۔ یہ کتاب اپنے اُسلوبِ تحریر، حُسنِ ترتیب اور منفرد معیارِ تحقیق کی وجہ سے بے مثل ہے جس کی افادیت آٹھ صدیاں گزر جانے کے باوجود کم نہیں ہوئی۔

[42] ابن ہمام، محمد بن عبدالواحد سیواسی، شرح فتح القدیر علی الھدایۃ، تحقیق: عبدالرزاق غالب المھدی (بیروت: دارالکتب العلمیہ، 2003ء)، مقدمہ التحقیق

[43] ابن ہمام، محمد بن عبدالواحد سیواسی، شرح فتح القدیر علی الھدایۃ، 1: 200-40

[44] احمد رفیق، عثمانی دور کے شیوخ الاسلام (استنبول: مکتبہ امیریہ، 1334ھ)، 329

[45] خواجہ سعد الدین، تاج التواریخ (استنبول: دارالطباعۃ الامیریہ، 1229ھ)، 462

[46] طاشکبری زادہ، شقائق النعمانیہ من علماء دولۃ العثمانیہ، مترجم: مجدی محمد آفندی (استنبول: دارالطباعۃ الامیریہ، 1229ھ)، 135

ابتدائی دینی علوم اپنے آبائی علاقے سے حاصل کیے اور اعلیٰ تعلیم مختلف ممالک کے جیّد اور ممتاز علماء سے حاصل کی۔[47] تحصیلِ علم سے فراغت پالینے کے بعد تدریس کے مقدس شُعبہ سے وابستہ ہوگئے۔[48] اُنہوں نے اپنے عُمدہ و اعلیٰ اخلاق اور نیک و صالح کردار کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں اپنی محبت و عزت پیدا کرلی، جب گھر سے تدریس کے لیے نکلتے تو لوگ راستوں میں کھڑے ہو کر اُن کا استقبال کرتے، اُن کی عزت و وقار اور اعزاز کی خاطر مدرسے تک اُن کے ساتھ چلتے۔[49] سلطان محمد فاتح نے جب علمی شخصیات کو استنبول آنے کی دعوت دی تو وہ استنبول منتقل ہوگئے۔ سلطان نے اُن کو قاضی کے رُتبے پر فائز کیا، زندگی کے آخری سالوں میں استنبول چھوڑ کر بورصہ چلے گئے، وہاں ایک نئے مدرسے کی بُنیاد رکھی، اسی مدرسہ میں کچھ عرصے تک تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے، وفات کے بعد یہ مدرسہ ملاخسرو مدرسہ کے نام سے مشہور ہوا۔[50] سلطان نے دوبارہ آنے کی دعوت دی اور اُن کو شیخ الاسلام کے رُتبے پر فائز کردیا، زندگی کے آخری لمحات تک اسی عہدے پر فائز رہے۔[51]

ملاخسرو نے علمِ تفسیر، علمِ فقہ، اُصولِ فقہ، عربی لُغت اور ادبیات میں کئی اہم و معتبر کتابیں تصنیف کیں، اُن میں "غررالاحکام" اور "دررالحکام شرح غررالاحکام"[52] کو نُمایاں مقبولیت حاصل ہوئی۔ ان میں غررالاحکام فقہی مسائل سے متعلق ہے، یہ کتاب اُنہوں نے اپنی زندگی کے مشاہدات اور تجربات کی بُنیاد پر لکھی، یہ قاضیوں کی قانونی و آئینی اور علمی و فکری ضروریات پورا کرتی ہے۔[53] اُنہوں نے بذاتِ خود اس کی شرح دو جلدوں میں لکھی، اُس کا نام "دررالحکام شرح غررالاحکام" رکھا۔ آپ نے چھ سال کے طویل عرصہ کی محنت سے یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچایا۔[54] اُنہوں نے اس کے تکمیل کے بعد سلطان محمد فاتح کی خدمات میں پیش کیا۔ سلیمان بن انقروی اور قاضی غالب اوغلو کی جانب سے اس کا ترکی زبان میں ترجمہ بھی کردیا گیا ہے۔[55] ملاخسر کا رسالہ "مرقاۃُالوُصول الی علم الاُصول فی اُصولِ الفقہ"[56] کو اصول فقہ میں بڑی اہمیت

---

[47] ملاخسرو، محمد فرامرز بن علی، دیانت اسلام انسیکلوپیڈیا، (استنبول: دارالطباعۃ الامیریہ، 1229ھ)، 30:252-254

[48] احمد رفیق، عثمانی دور کے شیوخ الاسلام، 328

[49] م-ن، ص: 329

[50] حسین آتائے، عثمانی دور خلافت میں اعلی دینی تعلیم (استنبول: مطبع درگاہ، 1998ء)، 79

[51] احمد رفیق، عثمانی دور کے شیوخ الاسلام، 329

[52] ملاخسرو، محمد فرامرز بن علی، دررالحکام (بیروت: مکتبہ احیاء الکتب العلمیہ، 1998ء)، 28:10

[53] ملاخسرو، محمد فرامرز بن علی، دیانت اسلام انسیکلوپیڈیا، 30:252-254

[54] ملاخسرو، محمد فرامرز بن علی، دررالحکام، 3:1

[55] ملاخسرو، محمد فرامرز بن علی، دررالحکام، 28:10

[56] ملاخسرو، محمد فرامرز بن علی، مرقاۃُالوُصول الی علم الاُصول فی اُصولِ الفقہ (بیروت: دارالکتب العلمیہ، 1971ء)

حاصل ہے، بعد ازاں آپ نے خود اس کی شرح لکھی، اس کا نام "مرآۃ الاصول"[57] رکھا، یہ کتاب خلافتِ عثمانیہ میں طویل عرصے تک مدارس میں پڑھائی جاتی رہی ہے، کئی بار شائع ہوئی۔[58]

iii۔ یوسف بن حسین کرماستی (1493ء)

یوسف بن حسین کرماستی عہدِ خلافتِ عثمانیہ کے معروف حنفی فقہاء میں سے ہیں۔ قسطنطنیہ سمیت کئی شہروں کے قاضی رہے۔ اُنہوں نے فقہ کی تدوین و ترویج میں قابلِ ذکر خدمات انجام دیں۔ اس ضمن میں اُن کی کتاب "الوجیز فی الاصول"[59] بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ بعض مصنفین نے اُن کی ایک کتاب "زبدۃ الفصول فی علم الاصول" کا بھی ذکر کیا ہے۔ صاحبِ ہدایۃ العارفین نے حاجی خلیفہ کے حوالے سے "زبدۃ الفصول" پر تبصرہ کچھ یوں کیا ہے:

> " الوصول الی علم الاصول لعله زبدة الافصول الی علم الاصول للمولیٰ یوسف بن حسین الکرماستی فی سنة 906ھ وهو متن مشتمل علی عشرة ابواب ثم اختصر ه فی کتاب مشتمل علی مقدمة وثمانیة ابواب و سماه الوجیز"
>
> "بہت ممکن ہے کہ یوسف بن حسین کرماستی کی تالیف "الوصول الی علم الاصول" اور "زبدۃ الفصول الی علم الاصول" دونوں ایک ہی کتاب کے دو نام ہیں جو دس ابواب پر مشتمل ایک متن ہے، جس کا بعد میں اُنہوں نے اختصار کیا تھا اور وہ اختصار ایک مقدمہ اور آٹھ ابواب پر مشتمل ہے، اُنہوں نے اس اختصار کا نام "الوجیز" رکھا۔"[60]

یہ کتاب ایک متن ہے جو کسی کتاب کی شرح نہیں ہے، احمد حجازی کی تحقیق کے ساتھ مکتب ثقافی مصر سے 1990ء میں شائع ہو چکی ہے۔ اُنہون نے کتاب کا آغاز حمد وصلواۃ کے بعد ان کلمات سے کیا ہے کہ اللہ کے کمزور ترین بندے یوسف بن حسین کرماستی نے ان حنفی اصول کو ضبط تحریر میں لانے کا ارادہ کیا، اس میں اصول شافعی کی طرف بھی اشارے ہیں، مگر دلیل و مثال سے اجتناب برتا گیا ہے، ہاں البتہ شدید ضرورت کے وقت ایسا کیا گیا ہے، مگر بہت کم، تشنگانِ علم کی آسانی اور اللہ تعالیٰ سے ثواب طلب کرنے کے لیے ایسا کیا ہے، میں نے اس کا نام آخر میں رکھا ہم اللہ تعالیٰ سے اس

---

[57] ملا خسرو، محمد فرامرز بن علی، مرآۃ الاصول (ایران: شرکت صحافیہ عثمانیہ، 1967ء)

[58] اسماعیل حق، دولت عثمانیہ کے علمی تنظیمات (انقرہ: ترک تاریخ ادارہ، 1984ء)، 87-88

[59] کرماستی، یوسف بن حسین، الوجیز فی اصول الفقہ، تحقیق: احمد حجازی (الریاض: مکتب ثقافی، 1990ء)

[60] اسماعیل پاشا بغدادی، *ھدایۃ العارفین* (بیروت: دار الاحیاء التراث العربی، 1955ء)، 6:563

کی قبولیت کا سوال کرتے ہیں۔[61] اصولِ فقہ میں اس کو بُنیادی حیثیت حاصل ہے، اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر اس کے بہت حواشی اور شروحات لکھی جاچکی ہیں۔ اس سے اُن کی علمی و فکری صلاحیتوں کا عکس نظر آتا ہے

iv۔ علامہ ابن نجیم(1520ء-1562ء)

عہدِ خلافتِ عثمانیہ میں علمِ فقہ کے ارتقاء میں ابن نجیم کا کردار بڑا اہم ہے۔ وہ حنفی المسلک کے نامور فقیہ تھے، اُنہوں نے علمِ فقہ اور اصولِ فقہ سے متعلق متعدد کتب تالیف کی ہیں، اُن میں "البحر الرائق شرح کنز الدقائق"[62]، "فتح الغفار بشرح المنار بمشکاۃ الانوار فی اصول المنار"[63] اور "الاشباہ و النظائر"[64] کو بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ مؤخر الذکر کتاب کو علمی حلقوں میں بڑی شہرت حاصل ہے، اس میں اُنہوں نے قواعد، کلیّہ، فروق اور اشباہ و نظائر سے ملتے جلتے علوم سے متعلق بحث کی ہے۔ اُنہوں نے مقدمہ میں فقہ کی قدر و منزلت کا ذکر کرتے ہوئے اس بات کی بھی وضاحت کی ہے کہ فقہ میں احناف کو سبقت حاصل ہے، اُنہوں امام شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ جو شخص فقہ میں تبحر حاصل کرنا چاہتا ہے وہ امام ابو حنیفہ کی کتابیں پڑھے[65]۔ یہ کتاب امام سُبکی کی" الاشباہ والنظائر" کے طرز میں لکھی گئی ہے، وجۂ تالیف کے بارے میں اُنہوں نے خود تصریح بیان کیا ہے:

" و ان المشائخ الكرام قد الّفوا لنا مابين مختصر و مطوّل من متون و شروح و فتاوى و اجتهدوا فى المذگب و الفتوى و حرٔروا و تقّحوا، شكر الله سعيهم، الا انى لم ار لهم كتاباً يحكى كتاب الشيخ تاج الدين السبكى الشافعى مشتملا على فنون فى الفقه، قد كنت لما وصلت فى شرح الكنز الى تبييض باب البيع الفاسد، الٔفت كتاب مختصراً فى الضوابط والاستثناءات منها، سمّيته الفوائد الزينية ، فى فقه الحنفية، وصل الى خمسمائة ضابط، فالهمت ان اصنع كتابا على النمط السابق مشتملاًعلى سبعة فنون يكون هذا المؤلف النوع الثانى منها۔"[66]

---

[61] کرماستی، یوسف بن حسین، الوجیز فی اصول الفقہ، 5

[62] ابن نجیم، زین الدین بن إبراہیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، تحقیق: زکریا عمیرات (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1997ء)

[63] ابن نجیم، زین الدین بن إبراہیم، فتح الغفار بشرح المنار بمشکاۃ الانوار فی اصول المنار (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2001ء)

[64] ابن نجیم، زین العابدین بن ابراہیم، الاشاہ والنظائر، تحقیق: عبدالکریم فضیلی (بیروت: مکتبہ عصریہ صیدا، 2003ء)

[65] ابن نجیم، زین العابدین بن ابراہیم، الاشاہ والنظائر، ، 13

[66] ابن نجیم، زین العابدین بن ابراہیم، الاشاہ والنظائر، 14

"ہمارے مشائخ کرام نے فقہ حنفی میں کئی مختصر اور بسیط متون، شروح اور فتاویٰ کی کتابیں تالیف کی ہیں، اللہ ان کی کوششوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے، لیکن میرے علم کے مطابق تاج السبکی شافعی کی کتان طرح فنون فقہ پر مشتمل کوئی کتاب احناف کے ہاں موجود نہ تھی، اس لئے جب میں "کنز الدقائق" کی شرح "بحر الرائق" لکھتے وقت بیع فاسد کے موضوع پر پہنچا تو میں ان میں سے قواعد و ضوابط اور استثناءات کے موضوعات پر ایک مختصر کتاب لکھی اور اس کو "الفوائد الزینیہ فی فقہ الحنفیہ" کا نام دے دیا۔ جس میں ضوابط کی تعداد پانچ سو تک پہنچ گئی۔ پھر میرے دل میں یہ بات آئی کہ کیوں نہ سابقہ طرز پر ایک ایسی کتاب لکھ دوں جو سات فنون پر مشتمل ہو اور یہ کتاب نوع ثانی کے طور پر اس میں شامل ہو۔"

علامہ ابن نجیم نے اس کتاب میں سات فُنون شامل کیے ہیں، اُن فُنون میں سے ایک فن الاشباہ و النظائر کے نام سے موسوم ہے، چونکہ کتاب کا بعض حصہ اس نام سے موسوم تھا، اس لیے اُنہوں نے مکمل کتاب پر اس کا اطلاق کر دیا۔[67] اُصولِ فقہ سے متعلق ان کی کتاب "فتح الغفار بشرح المنار للنسفی" قابلِ تحسین ہے، یہ "مشکاۃ الانوار فی اصول المنار" کے نام سے مشہور ہے، یہ جامعہ الازہر کلیۃ شرعیہ اسلامیہ کے دوسرے سال کے کورس میں شامل ہے، اس کتاب کی تحقیق مصطفی حلبی نے کی ہے، مصر سے 1936ء میں شائع ہوئی۔ اس پر شیخ عبد الرحمن بحراوی (1322ھ) نے بعض مقامات پر حواشی لکھے ہیں، حمد و صلوٰۃ کے بعد مشکاۃ الانوار کا آغاز یوں کیا ہے:

"وبعد فهذا شرح على المنار فى اصول الفقه، شرعت فيه حين اقراته بالجامع الازهر درسا بدرس سنه خمس و ستين و تسعمائة يحل الفاظه ويبين معانيه معرضاً فيه عن التطويل والاسهاب، مقتصراً فيه غالبا على كلام جماعة من محققى المتاخرين من اصحابنا كصدر الشريعة ، و سعد الدين التفتازانى، و ابن الهمام، والاكمل، مبيناللاصح المعتمد مفصحا عما هو التحقيق و لاوجه و سميته بمشكاة الانوار فى اصول الفقه راجيا من الله تعالىٰ القبول ، انه تعالىٰ خير مامول، هذا وقد كنت اختصرت تحرير الاصول قبله لمولانا المحقق ابن الهمام و سُميته لب الاصول۔"[68]

---

[67] ابن نجیم، زین العابدین بن ابراہیم، الاشباہ والنظائر، 16

[68] ابن نجیم، زین الدین، فتح الغفار بشرح المنار (مصر: مطبع مصطفیٰ حلبی، 1936ء)، 1:6

"یہ کتاب المنار فی اصول الفقہ کی شرح ہے، میں نے غیر ضروری طرالت اور شدید اختصار سے اجتناب کرتے ہوئے اس کے الفاظ کی توضیح اور اس کے معانی کی تبیین کی۔ اور یہ کام میں نے 965ھ میں اس وقت سروع کیا، جب میں نے اس کتاب کو جامعہ ازہر میں درساً درساً پڑھا تھا، میں اس کتاب کے اکثر حصے میں اپنے اصحاب میں سے بعض متاخرین کے طریقے کو اپنایا ہے، جیسے الشریعہ، سعد الدین تفتازانی، ابن ہمام، اکمل اور یہ تحقیقی کام اپنے تمام پہلوؤں کو اُجاگر کرنے کے لحاظ سے واضح ہے، میں نے اس کتاب کا نام مشکاۃ الانوار فی اصول الفقہ رکھا۔

ابن نجیم نے جس طرح مشکاۃ الانوار کا اختتام کیا ہے، اس پتہ چلتا ہے کہ فتح الغفار اور مشکاۃ الانوار یہ دونوں کتابیں ایک ہیں ہیں، اصولِ فقہ میں یہ کتاب بہت بلند مقام و مرتبہ کی حامل ہے، اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ اس کتاب کو علمی حلقوں میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، فتویٰ نویسی میں اس کتاب سے مدد لی جاتی ہے۔

v۔ لطفی پاشا(1488ء-1564)

لطفی پاشا نے مذہبی، علمی، سیاسی اور عسکری شُعبہ جات میں نہایت قابلِ ستائش خدمات انجام دی ہیں۔ اُن کا پورا نام احمد لطفی بن عبد المعین بن عبد الحی ہے۔ سلطان سلیمان اعظم کے بہت قریبی ساتھیوں میں سے تھے، اُن کی شادی سلطان کی بہن "شاہ خوباں" سے ہوئی۔[69] سلطان سلیمان کے عہدِ خلافت میں صدرِ اعظم ایسے بُلند رُتبے پر فائز ہوئے، روڈس، تبریز اور بغداد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ ترکی، فارسی اور عربی ایسی تینوں زبانوں پر بھی عبور اور مہارت رکھتے تھے لیکن اُن کی اکثر کتابیں عربی زبان میں ہیں۔ اُنہوں نے نہ صرف یہ کہ علمِ حدیث اور علمِ تاریخ ایسے متنوع علوم پر کُتب تالیف کیں بلکہ علمِ فقہ اور اصولِ فقہ پر غیر معمولی اہمیت کی حامل کتب بھی تالیف کیں، اُن میں "رسالہ خلاص الامۃ فی معرفۃ الائمۃ" قابلِ ذکر ہے۔[70] یہ ایک تحقیقی مضمون ہے، اس کا وجۂ تالیف کچھ اس طرح ہے کہ جب خلافت عباسیوں سے عثمانیوں میں منتقل ہوئی تو سلطان سلیمان اعظم قانونی کو خلیفہ کا لقب دیا گیا، اس پر علمی حلقوں میں بحث شروع ہو گئی، بہت سے دانشور طبقوں نے تحفُّظات کا اظہار کیا کہ کیا ایک امام یا خلیفہ غیر قریش سے ہو سکتا ہے، عقائد کی مشہور کتاب "شرح عقائد نسفی" میں علامہ عمر نسفی نے یہ مؤقف اختیار کیا ہے کہ خلیفہ قریش سے ہی ہو گا۔[71] ان شُبہات اور

---

[69] شمس الدین سامی، قاموس الاعلام (استنبول: مطبع مہران، 1314ء)، 5:3994

[70] لطفی پاشا، احمد بن عبد المعین، خلاص الامۃ فی معرفۃ الائمۃ، تحقیق: داکٹر ماجد مخلوف (قاہرہ: الآفاق العربیہ، 2001ء)، 20

[71] ابو حفص محمد نسفی، العقائد الماتریدیہ فی شرح العقائد النسفیہ، مترجم: علامہ ابو عاصم غلام حسین (جہلم: اہل السنہ پبلی کیشنز، منگلہ روڈ، 2015ء)، 384

تشکیک کو ختم کرنے کے لیے لطفی پاشا نے یہ رسالہ لکھا، اس میں خلیفہ کی صحت کا مؤقف اختیار کیا گیا ہے، شکوک و شبہات کو ختم کر کے بالدلائل ثابت کیا ہے کہ خلیفہ غیر قریش سے ہو سکتا ہے۔[72]

vi۔ امام تُمر تاشی (1532ء-1596ء)

شمس الدین محمد بن عبد اللہ تمر تاشی حنفی المسلک کے ایک ایسے بلند پایہ فقہی اور اصولی تھے جن کو اپنے ہم عصر علماء و فقہاء میں نُمایاں مقام حاصل تھا، غزہ شہر میں 1532ء میں ہوئے اور تمر تاش سے نسبت کی وجہ سے تمر تاشی کہلائے۔[73] اُنہوں نے تحصیلِ علم کی خاطر مختلف شہروں کے سفر کیے، اپنے ہم عصر جیّد و کبار علماء سے علم حاصل کیا، اُن میں زین الدین بن ابراہیم ابن نجیم، امین الدین اور علی بن حنائی قابل ذکر ہیں۔ دیگر علوم کے علاوہ فقہ اور اصول فقہ سے متعلق اُن کی تالیفات میں "تنویر الابصار و جامع البحار"[74]، "مواھب المنّان شرح تحفۃ الاقران"[75]، "فیض الغفار شرح ماانتخب من المنار"[76] اور "رسالہ عشرہ الوصول الی قواعد الاصول"[77] شامل ہیں۔ ان میں تنویر الابصار کو بڑی اہم اہمیت حاصل ہے۔ یہ کتاب ایک جلد میں ہے، مصنف نے اس کا آغاز حمد لمن احکم احکام الشرع سے کیا ہے، اُنہوں نے متن میں دیگر متون سے زیادہ معتبر مسائل ذکر کیے ہیں۔ اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کی متعدد شروح لکھی جا چکی ہیں۔ بہت سے مؤرخین نے ان کی تعریف و توصیف بیان کی ہے۔[78]

vii۔ بدرالدین قرافی (1533ء-1601ء)

خلافتِ عثمانیہ کی اسلامی ریاست مصر سے تعلق رکھنے والے بدرالدین قرافی ایک معروف فقہی تھے، اُن کا نام محمد بن یحیی بن احمد اور لقب بدرالدین قرافی ہے۔ بیس سال کے طویل عرصہ تک شیخ عز الدین سے علوم حاصل کرتے رہے، قاہرہ میں منصبِ قضا پر بھی فائز رہے، خاص ملکہ اور امتیازی صلاحیتوں سے صرف آٹھ ماہ کے قلیل عرصہ میں گیارہ

---

[72] لطفی پاشا، احمد بن عبد المعین، خلاص الامۃ فی معرفۃ الائمۃ، 40-10

[73] محبی، محمد امین بن فضل اللہ، خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر (بیروت: دار صادر، 1987ء)، 4:18

[74] شمس الدین محمد بن عبد اللہ تمر تاشی، تنویر الابصار و جامع البحار (الریاض: المکتبۃ النبویۃ، 2019ء)

[75] شمس الدین محمد بن عبد اللہ تمر تاشی، مواھب المنّان شرح تحفۃ الاقران، 50

[76] شمس الدین محمد بن عبد اللہ تمر تاشی، فیض الغفار شرح ماانتخب من المنار (الریاض: مرکز الملک فیصل للبحوث والدراسات الاسلامیہ، 1988ء)

[77] شمس الدین محمد بن عبد اللہ تمر تاشی، الوصول الی قواعد الاصول (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2000ء)

[78] محبی، محمد امین بن فضل اللہ، خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر، 4:19

علوم پر مُعتبر کُتب تالیف کیں۔[79] اُن کی فقہ کے میدان میں "الدرر النفائس فی شان الکنائس"[80]، "الاستغناء في احکام الاستثناء"[81]، "الاجوبۃ الفاخرۃ عن الاسئۃ الفاجرۃ"[82]" الذخیرۃ "[83]، "شرح تنقیح الفصول فی اختصار المحصول فی الاصول "[84]، "العقد المنظوم فی الخصوص والعموم "[85]، "نفائس الاصول فی شرح المحصول"[86] اور "الاحکام فی تمییز الفتاویٰ عن الاحکام وتصرفات القاضی والامام"[87] قابلِ ستائش کُتب شامل ہیں۔ ان میں آخر الذکر کتاب نُمایاں حیثیّت کی حامل ہے۔ اس میں حاکمِ عدالت کے فیصلے کی حقیقت، انسانوں کے پاس فیصلہ کرنے کا اختیار اور دائرہ کار، مفتی، قاضی اور سربراہ مملکت کے اختیارات، انشاء اور خبر میں فرق، اجتہادی مسائل اور حاکم کا فیصلہ، اختلافی مسائل اور حاکم کا فیصلہ، حاکم کا ایسا حکم جیسے کالعدم قرار نہیں دیا جاسکتا، حاکم کے حکم اور نذر میں فرق، حاکم کے اجتہادی فیصلے اور فتویٰ کی حیثیّت، رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کی مختلف حیثیتیں، فتویٰ اور حکم فرق، قضاء اور افتاء میں فرق اور حاکم کے فیصلہ کو کالعدم قرار دینے کی نوعیت ایسے اہم مسائل اور نکات مسائل سے متعلق سوال وجواب کی صورت میں وضاحت کی گئی ہے۔[88]

viii۔ شیخ بہوتی (1551ء-1602ء)

---

[79] ابن فرحون مالکی، قاضی ابراہیم بن نور الدین، الدیباج المُذھب فی معرفۃ اعیان علماء المَذھب (بیروت: دارالکتب العلمیہ، 1996ء)، 129

[80] احمد بن ادریس قرافی، الدرر النفائس فی شان الکنائس، تحقیق: حسن حافظی علوی (بیروت: دار ابی قراق للطباعۃ والنشر، 2003ء)

[81] اِحمد بن ادریس قرافی، الاستغناء فی احکام الاستثناء، تحقیق: طہ محسن (بغداد: الجمھوریۃ العراقیہ، وزارۃ الاوقاف والشؤون الدینیۃ، 1982ء)

[82] اِحمد بن ادریس قرافی، الاجوبۃ الفاخرۃ عن الاسئۃ الفاجرۃ" تحقیق: بکر زعوض (قاہرہ: کلیۃ اِصول الدین، 1986ء)

[83] اِحمد بن ادریس قرافی، الذخیرۃ، تحقیق: محمد حجی (بیروت: دار الغرب الاِسلامی، 1994ء)

[84] اِحمد بن ادریس قرافی، شرح تنقیح الفصول فی اختصار المحصول فی الاصول، تحقیق: طہ عبدالرؤوف سعد (قاہرہ: مکتبۃ الکلیات الاَزہریۃ، 1973ء)

[85] اِحمد بن ادریس قرافی، العقد المنظوم فی الخصوص و العموم، تحقیق: محمد علوی (الریاض: المملکۃ المغربیۃ، وزارۃ الاَوقاف والشؤون الاِسلامیۃ، 1997)

[86] اِحمد بن ادریس قرافی، نفائس الاصول فی شرح المحصول، تحقیق: عادل اِحمد عبد الموجود (مکہ: مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، 1997ء)

[87] احمد بن ادریس قرافی، الاحکام فی تمییز الفتاویٰ عن الاحکام و تصرفات القاضی والامام، مترجم: ڈاکٹر حافظ غلام یوسف (اسلام آباد: شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، 2004ء)

[88] احمد بن ادریس قرافی، الاحکام فی تمییز الفتاویٰ عن الاحکام وتصرفات القاضی والامام، 350-30

فقہ حنبلی کے پیروکار شیخ بہوتی نے علمِ فقہ کے ارتقاء میں گرانقدر خدمات انجام دی ہیں، آپ کا نام منصور بن یونس، کنیت ابو السعادات اور مصر کے قصبہ بُھوت سے نسبت کے باعث بہوتی کہلائے، آپ کی پیدائش 1000ھ میں ہوئی۔ علومِ اسلامیہ کی تحصیل و تفہیم کے بعد درس و تدریس کے علاوہ تحریر و تصنیف میں گہری دلچسپی سے کام کیا۔ دیگر علوم پر مشتمل کُتب کے علاوہ فقہی میدان کے علمی ذخیرہ میں "کشاف القناع عن الاقناع"[89] کا اضافہ کیا۔ مطبع عامرہ شرفیہ قاہرہ1319ھ، مطبع انصار السنہ محمدیہ قاہرہ1366ھ، مکتبہ نصر حدیثۃ ریاض اور دار الکتب العلمی بیروت 1418ھ کی طرف سے متعدد بار شائع ہو چکی ہے۔ ایک مُعتبر کتاب "الروض المربع شرح زاد المستقنع "[90] لکھی جس پر حواشی اور تعلیقات بھی لکھے جا چکے ہیں، پہلی بار دمشق میں 1305ھ میں پبلش ہوئی۔ اُنہوں نے "دقائق اولی النھی لشرح المنتھی "[91] نامی ایسی منفرد حیثیت کی کتاب لکھی جس نے علمِ فقہ کی ترقی میں اہم کردار ادا ہے۔ حاشیہ نگاری میں "**اِرشاد اُولی النھی** لدقائق المنتھی حاشیۃ علی منتھی الِارادات ت بن دھیش "[92] قابلِ ستائش کتاب لکھی۔ اِن کُتب سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ شیخ بہوتی علمِ فقہ میں گہری دلچسپی اور مہارت رکھتے تھے۔

ix۔ ابو الاخلاص الشرنبالی (1585ء-1659ء)

امام شرنبالی نے فقہ حنفی کی تدوین و ترویج اور اشاعت و تشکیل میں قابلِ تحسین خدمات انجام دی ہیں۔ آپؒ کا پورا نام حسن بن عمار بن علی اور کُنیت ابو الاخلاص ہے، مصر میں 994ھ میں پیدا ہوئے،[93] مصر میں ایک شرابلولہ نامی ایک قصبہ ہے، اس غیر قیاسی نسبت سے شرنبالی کہلائے۔ یہ سیاسی غلبے کا دور تھا، اُس وقت یہ شہر خلافتِ عثمانیہ کے زیرِ اثر تھا۔ اُنہوں نے بچپن میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا اور علومِ دینیہ کی تعلیم و تحصیل میں مشغول ہو گئے۔ شیخ محمود حموی، شیخ عبد الرحمن، علی بن غانم مقدسی، امام عبد اللہ نحریری اور علامہ محمد محبی سے عُلومِ شرعیہ حاصل کیے۔ تحصیلِ علم سے فراغت پا لینے کے بعد درس و تدریس میں خدمات انجام دیں، جامعہ ازہر میں استاد مقرر ہوئے۔ فقہ میں نصوص کی معرفت کا خاص ملکہ اور مہارت رکھتے تھے، اپنی تحریر و تصنیف کے باعث متاخرین میں ایک خاص مقام و مرتبے کے حامل ہیں[94]۔ مختلف علوم میں متعدد کتب کے مصنف ہیں، فقہ کے میدان میں "حاشیۃ علی الدرر والغرر"، " نور الِایضاح ونجاۃ الأرواح "، "مراقی السعادات فی علمی التوحید والعبادات"، "غنیۃ ذوی الأحکام"، "فتح الألطاف بجدول طبقات مستحقی

[89] منصور بن یونس البھوتی, کشاف القناع عن متن الِاقنا (بیروت: , دار الکتب العلمیۃ، 2010ء)

[90] منصور بن یونس البھوتی، الروض المربع شرح زاد المستقنع، 15-99

[91] منصور بن یونس البھوتی، دقائق اِولی النھی لشرح المنتھی، 20-100

[92] منصور بن یونس البھوتی، اِرشاد اِولی النھی لدقائق المنتھی حاشیۃ علی منتھی الِارادات ت بن دہیش، 1:150:15

[93] شرنبالی، حسن بن عمار بن علی، نور الایضاح، مترجم: محمد صدیق ہزاروی (لاہور: مکتبہ قادریہ، 1990ء، 18

[94] شرنبالی، حسن بن عمار بن علی، نور الایضاح، 18

الأوقاف"، "إتحاف ذوي الإتقان بحكم الرهان"، "الاستفادة من كتاب الشهادة" اور "العقد الفريد في التقليد" ایسی معتبر کُتب تالیف کیں۔[95] ان میں نور الایضاح کا غیر معمولی شہرت کی حامل ہے۔ یہ عبادات پر مشتمل فقہ حنفی کی ایک مختصر اور جامع کتاب ہے، اس میں اُن بُنیادی مسائل کا تذکرہ اجمالی طور پر کیا گیا ہے جن کے بارے میں معلومات اور جانکاری ہر مسلمان کو ضروری ہونی چاہیے، یہ کتاب درسِ نظامی کے طلباء وطالبات کو پڑھائی جاتی ہے۔ اس کا اردو ترجمہ علامہ محمد صدیق ہزاروی نے کیا، مکتبہ قادریہ لاہور کی جانب سے 1990ء میں شائع ہوئی، اس کے کل صفحات کی تعداد 355 ہے۔

x۔ ابن بلبان (1598ء-1672ء)

شمس الدین محمد بن بدر الدین المعروف ابن بلبان فقہ کے ماہر استاد اور مصنف تھے، اُنہوں نے اپنے زمانے کے بلند پایہ علماء ومشائخ سے اکتسابِ فیض کیا۔[96] اُن کی بہت سے مؤرخین نے تعریف وتوصیف بیان کی ہے۔ نامور مؤرخ محبی نے اُن کی شخصیت سے متعلق تبصرہ کیا ہے کہ وہ ایک باعمل عالم انسان تھے۔ اپنا قیمتی وقت عبادات وریاضت، درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور تحصیلِ علم میں گزارا کرتے تھے۔ لوگوں میں اُن کے لیے بڑا ادب واحترام، عزت وعظمت اور مقام ومرتبہ تھا، اُن میں دین داری، عُمدہ اخلاقیات، عاجزی وانکساری، مائل الی اللہ، عبادت میں خلوص ایسی صفات نُمایاں تھی۔ اُنہوں نے اپنا وقت نماز، قرآن پاک کی تلاوت، تصنیف وتالیف کے اعتبار سے تقسیم کیا ہوا تھا۔[97] فقہ سے متعلق تصنیف وتالیف میں "كافي المبتدي من الطلاب"[98] غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے۔ ڈاکٹر ناصر الدین سعود نے اس کتاب کی تحقیق کی ہے، یہ تحقیق شدہ ایڈیشن مكتبة الرشد للنشر والتوزيع کے زیرِ اہتمام ریاض میں 2004ء میں پبلش ہوا، اس کے کل صفحات کی تعداد 168 ہے۔ اس کتاب میں فقہی مسائل بڑی مہارت سے بیان کیے گئے ہیں۔ مقدمہ تحریر کرنے کے بعد اس کی ابواب بندی ایک خاص ترتیب سے کی گئی ہے۔ بڑے موضوع کو کتاب کا نام دیا گیا ہے، پھر کتاب میں ذیلی عنوان کو فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس کتاب کی عبارت میں آسان اور عام فہم الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے، مسائل کو آسان پیرائے میں اچھے اُسلوب سے بیان کیا گیا ہے۔

xi۔ محمد بن عبد اللہ حصکفی (1616ء-1678ء)

محمد بن عبد اللہ حصکفی سترہویں صدی عیسوی میں فقہ حنفی کے مشہور مفتی تھے، اُن کی ولادت دمشق میں 1025ھ میں ہوئی، اُن کے استاد شیخ خیر الدین رملی نے سند اجازت کے وقت اُن سے بہت لطیف سوالات کیے، اُنہوں نے

---

[95] شرنبالی، حسن بن عمار بن علی، نور الایضاح، 19

[96] محمد بن بدر الدین حنبلی، کافی المبتدی من الطلاب، تحقیق: ناصر بن سعود بن عبداللہ (الریاض: مكتبة الرشد للنشر والتوزيع، 2004ء)، 7

[97] محبی، محمد امین بن فضل اللہ، خلاصة الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر، 3: 401

[98] محمد بن بدر الدین، کافی المبتدی من الطلاب، 10-200

سوالات کے جوابات مختصر طور پر دیئے، اُنہوں نے مزید اعلیٰ درجہ کے نکات پوچھے، اُنہوں نے جوابات بھی اُسی معیار کے دیئے، اس سے میں اُن کی ذہانت کی وُسعت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اُن کو قرآن، حدیث، فقہ، اُصولِ فقہ اور صرف و نحو سمیت دیگر متنوع علوم میں کامل دسترس حاصل تھی، دمشق میں افتاء کے رُتبے پر فائز رہے، جامع مسجد اُموی کے امامت کے فرائض کی انجام دہی میں بھی مشغول رہے، اُن کے ہمعصر علماء و فقہاء نے اُن کی علمی و فکری صلاحیتوں اعتراف کیا ہے۔ علمِ فقہ سے متعلق تصنیف و تالیف میں "الدر المختار شرح تنویر الابصار"[99] نامی کتاب بڑی اہم ہے۔ اصولِ فقہ میں "افاضۃ الانوار علی اصول المنار" نامی کتاب لکھی، اس کا نام "شرح افاضۃ الانوار علی متن اصول المنار" رکھا ہے، اس شرح پر شیخ محمد امین نے حاشیہ بھی لکھا ہے، اُس کا نام اُنہوں نے حاشیۂ نسمات الاسحار رکھا ہے۔[100] اس کتاب سے متعلق خود لکھتے ہیں:

"هذا الفاظ يسيرة حللت بها منار الاصول حين اقراته ثالثا بجامع بنى اميه سنه اربع وخمسين والف هجريه مراجعا لغالب شروحه كالمصنف و ابن ملک وا بن نجيم وغيرها كالتوضيح والتلويح وتغيير التنقيح ، وسميته افاضة الانوار على اصول المنار۔"[101]

"میں نے منارالاصول کو آسان انداز میں اس وقت شروع کر دیا تھا جب میں نے جامع بنی اُمیہ میں 1054ھ میں اس کو پڑھا۔ میں نے دوران شرح اس کی اکثر شروح جیسے مصنف، ابن الملک، ابن نجیم اور اس کے علاوہ اس فن کی دوسری کتابوں جیسے توضیح، تلویح اور تغییر التنقیح وغیرہ کی طرف مراجعت کی، اور میں اس کا نام افاضۃ الانوار علی اصول المنار رکھا۔"

"الدر المختار شرح تنویر الابصار" یہ کتاب "تنویر الابصار" کی شرح ہے۔ اس کی شروحات میں سے سب سے زیادہ مقبولیت اس کتاب کو حاصل ہوئی۔ اس کی تمام شروحات میں سب سے زیادہ اسے شُہرت حاصل ہوئی۔ اس کی افادیت و مقبولیت کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ پاکستان میں اِس کی بہت سی شروحات اور حواشی لکھے جاچکے ہیں۔

xii۔ ابن عابدین شامی (1784ء-1836ء)

علامہ ابن عابدین کا شمار اُن فقہاء میں ہوتا ہے جنہوں نے علمِ فقہ اور علمِ اُصولِ فقہ کے ارتقاء میں غیر معمولی کردار ادا کیا ہے۔ دمشق کے محلہ "حی القنوات" میں 1784ء کو ایک مذہبی و علمی گھرانے میں پیدا ہوئے، آپ کے جدِ اعلیٰ محمد صلاح الدین اپنی عبادت و ریاضت اور تقوی و پرہیز گاری کی وجہ سے عابدین کے لقب سے مشہور تھے، اسی نسبت سے

---

99 محمد بن علی الحصکفی، الدر المختار شرح تنویر الأبصار و جامع البحار، تحقیق: عبد المنعم خلیل إبراہیم (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2002ء)

100 ڈاکٹر فاروق حسن، فن اصولِ فقہ کی تاریخ (کراچی: علمی گرافکس، 2006ء)، 584

101 علاؤالدین حصکفی، شرح افاضۃالانوار علی متن اصول المنار، 1: 8

ان کو ابن العابدین کہا جاتا ہے، وہ بچپن میں ایک دن قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے، قریب سے ایک نیک، صالح اور باکردار شخص کا گزر ہُوا، اُس نے نصیحت کے انداز میں کہا بیٹا آپ قرآن مجید کو تجوید و قرأءت کے اُصولوں کے مطابق نہیں پڑھ رہے، اس کار گر نصیحت سے متأثر ہو کر اُنہوں نے شیخ سعید حمویؒ سے تجوید و قراءت کے ساتھ قرآن مجید کو حفظ کیا۔[102] علمِ فقہ اور علمِ اصولِ فقہ کی تفہیم و تحصیل سمیت متنوع علوم حاصل کیے، تصنیف و تالیف میں کتب، رسالہ جات، شروحات اور حواشی ایسی انتہائی قابلِ فخر خدمات انجام دیں۔ اُنہوں نے فقہ حنفی سے متعلق بیس کُتب تصنیف کیں،[103] اُن میں "ردالمختار" کو غیر معمولی شہرت حاصل ہوئی، اس کا سببِ تالیف یہ ہے کہ آپ کے اُستاد سعید حلبی نے در مختار کی تدریس کے دوران آپؒ کی ذہانت و قابلیت دیکھ کر حکم دیا کہ وہ در مختار پر حاشیہ لکھیں۔ اس کتاب کی افادیت و اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپؒ نے سولہ سال کے طویل عرصہ میں اسے کتاب الشہادت تک لکھا۔ کتاب الشہادات سے باب الہبہ کے آخر تک آپ کے بیٹے سید علاؤ الدین نے اسے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ اس کی قبولیت، اہمیت اور قدر و منزلت کو ڈاکٹر محمود احمد غازی اپنی کتاب "محاضراتِ فقہ میں" یوں بیان کیا ہے:

> "ردالمختار فقہ حنفی کی بہت ہی اہم کتابوں میں سے ہے، فقہ حنفی میں اکثر و بیشتر جب فتویٰ دیا جاتا ہے تو ردالمختار کے حوالہ سے دیا جاتا ہے، ردالمختار بڑی ضخیم کتاب ہے جو پچھلی صدی سے فتویٰ کا ایک اہم ترین ماخذ چلی آرہی ہے۔ پچھلی صدی میں ایک بزرگ علامہ ابن العابدین شامی دمشق کے رہنے والے تھے، اُنہوں نے یہ کتاب لکھی تھی، یہ کتاب بہت جلد نہ صرف دُنیائے حنفیت بلکہ اس سے باہر بھی بہت مقبول اور معروف ہو گئی ہے۔"[104]

اس کتاب میں مسائل کے حل میں اصل مراجع کا التزام، نئے مسائل کا استخراج، بے محل اعتراضات کا ازالہ اور دلائل و مسائل کی تعلیل کے محل کا اہتمام ایسے مناہج و اسالیب اختیار کیے گئے ہیں جو غیر معمولی اہمیت کے حامل ہیں۔ ابن عابدین کی علمِ اصولِ فقہ میں "حاشیۃ شرح افاضۃ الانوار علی اصول المنار"[105] نامی اس فن کی معتبر کتاب ہے۔ اُن کی اس رُتبے کی تصنیفات سے علمِ فقہ اور علمِ اصولِ فقہ کے ارتقاء میں قابلِ ستائش اضافہ ہوا، ان کُتب سے نہ صرف طلباء نے استفادہ کیا بلکہ مفتیانِ کرام بھی اس سے رہنمائی لیتے ہیں، موجودہ دور میں عصری مسائل کے پیش نظر اس نوعیت کے کام کی اشد ضرورت ہے تاکہ سماجی مسائل کے حل اور علمی حلقوں میں تحقیق و جستجو کی راہیں ہموار ہو سکیں۔

---

[102] ابن عابدین، محمد امین بن عمر، ردّالمختار علی درالمختار شرح تنویر الابصار، مترجمین: علامہ ملک بستان، علامہ سید محمد اقبال، علامہ محمد انور گھالوی (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2017ء)، 1: 34

[103] ابن عابدین، محمد امین بن عمر، ردّالمختار علی درالمختار شرح تنویر الابصار، 1: 37-38

[104] ڈاکٹر محمود احمد غازی، محاضراتِ فقہ (لاہور: آر-آر-پرنٹرز، 2016ء)، 419-420

[105] ابن عابدین،، محمد امین بن عمر، حاشیۃ شرح افاضۃالانوار علی متن اصول المنار، 1: 15-200

xiii۔ مجلۃ الاحکام العدلیۃ

عثمانی خلفاء نے نہ صرف یہ کہ علمی و فکری تہذیبی و تمدنی، سماجی و معاشی اور سیاسی و عسکری شُعبہ جات میں اہم کردار ادا ہے بلکہ اُنہوں نے فقہ کے ارتقاء میں بھی غیر معمولی کردار ادا کیا۔ اس کی بہترین مثال "مجلۃ الاحکام العدلیۃ" ہے۔ اس کا پس منظر اور وجۂ تالیف یہ کہ خلافتِ عثمانیہ کے شرعی عدالتی نظام میں فقہ حنفی کو آئینی و دستوری حیثیّت حاصل تھی، ان عدالتوں میں فقہ حنفی کے مطابق فیصلہ کیا جاتا تھا۔ مطلوبہ بحث کی تلاش و جستجو میں قاضیوں کو کافی دقّت و مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا، قدیم فقہاء کی کُتب و تصنیفات میں قواعد وکُلیات کو جُزئیات کے ضمن ذکر کیا گیا تھا، اس کے باعث عثمانی قاضیوں کو مسائل کے استخراج و استنباط میں بہت سی اُلجھنوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا، ان دُشواریوں اور مشکلات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے سلطنتِ عثمانیہ کے وزیرِ انصاف نے نامور فقہاء کی ایک کمیٹی تشکیل دی، اُنہوں نے معاملات کی ابواب بندی کر کے بالترتیب دفعہ وار مرتب کیا، اس مجموعے کا نام "مجلۃ الاحکام العدلیہ" رکھا گیا۔ 1293ھ میں شام وفلسطین اور عراق سمیت عثمانی مملکت میں اس کو ملکی قانون کے طور پر نافذ کر دیا گیا۔[106] اس پر تبصرہ کرتے ہوئے میں ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھا:

> "جب بیسیویں صدی کا آغاز ہوا تو "مجلۃ الاَحکام العدلیہ" پوری سلطنتِ عثمانیہ کی حدود مشرقی یورپ کے کئی ممالک، ترکی، وسط ایشیاء کا کچھ حصہ، عراق، شام، فلسطین، لبنان، الجزائر، لیبیا، تیونس اور جزیرہ عرب کے بعض علاقوں تک پھیلی ہوئی تھی۔ گویا ۱۸۷۶ء سے لے کر ۱۹۲۵ء تک کا زمانہ "مجلۃ الاَحکام العدلیہ" کی حکمرانی کا زمانہ تھا"[107]

اس مجلہ کے مقدمہ میں فقہ اسلامی کے جو ننانوے بُنیادی قواعد ذکر کیے گئے ہیں اُن پر فقہ کی پوری عمارت کھڑی ہے، ان قواعد کا تمام ابواب کے ساتھ تعلق قائم کیا گیا ہے، مقدمہ کے بعد سولہ عنوانات کے تحت 1751 دفعات ذکر کر کے تمام فقہی مسائل کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

3۔ خُلاصۂ بحث

بیان کردہ گزارشات کا نچوڑ یہ ہے کہ اسلامی علوم میں فقہ اسلامی کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ فقہ اسلامی میں اصولی نظریات کے ساتھ ساتھ اس کثرت سے فروعی احکام ہیں کہ جن کی معلومات و مدلولات کی نظیر دیگر اقوامِ عالم میں ملنا محال ہے۔ اس کے ارتقاء میں مختلف مُسلم ادوار حکومت میں فقہاء و محققین نے قابلِ تحسین کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس ضمن میں عہدِ خلافتِ عثمانیہ منفرد حیثیّت کا حامل ہے۔ عثمانی خلفاء نے فقہِ اسلامی کی تدوین و ترویج اور اشاعت و فروغ میں قابلِ تحسین مساعی کا مظاہرہ کیا ہے۔ چونکہ ترک بنیادی طور پر فقہ حنفی کے پیروکار تھے، اس لیے مذاہب اربعہ

---

[106] پروفیسر اختر واسع، محمد فہیم ندوی، فقہ اسلامی: تعارف اور تاریخ (لاہور: مکتبہ قاسم العلوم، 2011ء)، 97

[107] ڈاکٹر محمود احمد غازی، محاضراتِ فقہ، 439

میں سب سے زیادہ فقہ حنفی کو عروج ملا، خلفاء نے اپنی زیرِ نگرانی تدوینِ فقہ کے مجموعے تیار کرائے، قاضیوں کی علمی اور قانونی ضرورت پوری کرنے کے لیے اور امورِ سلطنت کے لیے باقاعدہ فقہی قوانین مرتب کرائے گئے، اس سلسلے میں فقہاء نے اپنی صلاحیتوں کو بخوبی استعمال کیا۔ قدیم فقہی متون کی تشریح و توضیح کے علاوہ فقہی مسائل سے متعلق نئی متون تالیف کیے، ان فقہاء کی کاوشوں سے فقہی ادب میں بڑی حد تک اضافہ ہوا۔ اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی تھی کہ فقہاء مسائل میں دلچسپی لیتے تھے، اُن کی خواہش ہوتی تھی کہ وہ بدلتی صورتِ حال کے پیشِ نظر نئے مسائل سے واقف ہوں۔ اس عہد کے فقہاء نے اپنی کتب میں جن فقہی مسائل کا تذکرہ کیا ہے، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ عہدِ خلافتِ عثمانیہ کے علماء وفقہاء نہ صرف یہ کہ عصری مسائل سے باخبر تھے بلکہ ان کے حل کے لیے فقہی نقطۂ نظر واضح کرنے کی صلاحیّت اور مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔